احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 24/ اکتوبر 2012ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 24/ اکتوبر 2012ء 7 ذوالحج 1433 ہجری 24/ اخاء 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 248

قضائے حاجت کے بعد کی دعا

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے۔

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذیٰ وعافانی۔

(ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب مایقول اذا خرج من الخلاء حدیث نمبر 297)

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت نفاست پسند تھے اور اس کا اثر حضر و سفر میں ہر جگہ نمایاں ہوتا تھا۔ ہجرت کے وقت غار ثور خود اپنے ہاتھوں سے صاف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کپڑا بچھایا۔ راستے میں ایک جگہ چرواہے سے دودھ لیا۔ اس سے کہا کہ پہلے بکری کے (تھن سے) غبار صاف کرے اپنے ہاتھ صاف کرے جس برتن میں دودھ دوھنا ہے اسے بھی صاف کرے پھر آپؓ نے یہاں تک احتیاط کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا تو اس برتن پر بھی کپڑا باندھا۔

(بخاری کتاب فی اللقطۃ باب من عرف اللقطۃ ولم یدفعھا الی السلطان)

حضرت عمرؓ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک نوجوان آیا اور بیٹھ گیا۔ آپؓ نے اس سے کہا کہ دیر سے کیوں آئے ہو تو اس نے کہا کہ میں کسی کام سے گیا ہوا تھا دیر ہوگئی تو میں صرف وضو کر کے آگیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا صرف وضو؟ کیا آپ کو پتہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا ارشاد فرمایا ہے۔

(مسلم کتاب الجمعہ)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا جس کے کپڑے زمین کے ساتھ گھسٹتے جاتے تھے تو آپؓ نے اسے فرمایا کپڑا اونچا کر لو اس سے کپڑا پاک رہے گا۔ (سیر صحابہ جلد 2)

اسی طرح حضرت عمرؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ آپ اپنے ہاتھوں سے مسجد کی صفائی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ مسجد قبا تشریف لے گئے جھاڑو منگوایا، کمر باندھی اور پھر تمام مسجد میں جھاڑو دیا۔

(حاشیہ الاشباہ للحموی جلد 2 صفحہ 334)

حضرت عمرؓ نے حکم دے رکھا تھا کہ ہر جمعہ کو مسجد نبوی میں دوپہر کے وقت خوشبو کی دھونی دی جائے۔ نعیم بن عبداللہ باقاعدگی سے یہ خدمت سرانجام دیتے تھے۔ اس لئے ان کا نام ہی نعیم مجمّر (دھونی دینے والا) پڑ گیا تھا۔ (زادالمعاد جلد 1 صفحہ 104)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ جمعہ کے لئے بال سنوار کر اور خوشبو لگا کر جاتے۔

(مؤطا کتاب الجمعۃ باب الھیئۃ وتخطی الرقاب)

حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں نفاست پائی جاتی تھی آپؓ لباس بھی نفیس اور اُجلا زیب تن فرمایا کرتے تھے اور اسلام لانے کے بعد جتنا عرصہ بھی دنیا میں رہے روزانہ غسل فرماتے اور وضو کے بعد تولیے کا استعمال بھی فرماتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد 3)

خطبہ عید الاضحیٰ

لندن میں عید الاضحیٰ مورخہ 27/ اکتوبر 2012ء کو ہوگی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ عید الاضحیٰ پاکستانی وقت کے مطابق دوپہر 3 بجے بیت الفتوح لندن سے لائیو نشر ہوگا۔ اس دن لائیو نشریات کا آغاز پاکستانی وقت کے مطابق دوپہر 2:30 بجے ہوگا۔ احباب استفادہ فرمائیں۔

(ایڈیشنل ناظر اشاعت ایم ٹی اے پاکستان ربوہ)

مکرم سعد فاروق صاحب آف کراچی کو سپرد خاک کر دیا گیا

احباب جماعت کو اطلاع دی جاچکی ہے کہ مکرم سعد فاروق صاحب بلدیہ ٹاؤن کراچی مورخہ 19/ اکتوبر 2012ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر موٹر سائیکل پر جبکہ ان کے والد مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب صدر حلقہ بلدیہ ٹاؤن سسر مکرم نصرت محمود صاحب، بھائی مکرم عماد فاروق صاحب تایا جان مکرم منصور احمد صاحب اور پھوپھا جان مکرم محمد اشرف صاحب کار میں سوار آگے پیچھے جا رہے تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مکرم سعد فاروق صاحب پر پیچھے سے ایک فائر کیا جس سے وہ شدید زخمی ہو کر گر پڑے۔ حملہ آوروں نے اس کارروائی کے بعد کار کا تعاقب کر کے فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں شہید مرحوم کے والد جو گاڑی چلا رہے تھے۔ ان کو پانچ گولیاں لگیں۔ ان کے چھوٹے بھائی مکرم عماد فاروق صاحب کو ایک گولی ماتھے پر لگی، ان کے سسر کو تین گولیاں گردن، سینے اور پیٹ میں لگیں۔ ان کے پھوپھا معمولی زخمی جبکہ تایا جان محفوظ رہے۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور فرار ہوگئے۔

باقی صفحہ 8 پر

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

22/اکتوبر 2012ء

1:00 am	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:00 am	الاسکا۔ ڈاکومنٹری پروگرام
2:25 am	روحانی خزائن
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 2012ء
4:10 am	سوال وجواب
5:10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:55 am	جامعہ احمدیہ یوکے کلاس
7:15 am	الاسکا۔ ڈاکومنٹری پروگرام
7:40 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 2012ء
8:55 am	ریئل ٹاک
10:00 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم اور درس سیرت النبی ﷺ
11:40 am	الترتیل
12:05 pm	دورہ حضور انور غانا
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm	خلافت احمدیہ سال بہ سال
2:05 pm	فرنچ ملاقات پروگرام
3:10 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	ڈسکشن پروگرام
4:45 pm	حج۔ انگریزی ڈاکومنٹری
5:20 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:35 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 دسمبر 2006ء
6:55 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	ڈسکشن پروگرام
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:35 pm	الترتیل
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	دورہ حضور انور غانا

23/اکتوبر 2012ء

12:15 am	حج۔ انگریزی ڈاکومنٹری
12:45 am	ریئل ٹاک
2:50 am	راہ ہدیٰ
3:25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 2012ء
4:20 am	ڈسکشن پروگرام
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم اور ان سائیٹ
5:45 am	الترتیل
6:15 am	دورہ حضور انور
7:10 am	خلافت احمدیہ سال بہ سال
7:40 am	کڈز ٹائم
8:15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 22 دسمبر 2006ء
9:20 am	ڈسکشن پروگرام
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
1:00 pm	ان سائیٹ
1:15 pm	آسٹریلیا کی سیر
1:55 pm	سوال وجواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سندھی سروس
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم اور ان سائیٹ
5:35 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ریئل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	مشاعرہ
9:05 pm	احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کنونشن
9:40 pm	سیرت النبی ﷺ
10:00 pm	فرنچ پروگرام
10:25 pm	یسرنا القرآن

24/اکتوبر 2012ء

12:30 am	عربی سروس
1:45 am	ان سائیٹ
2:00 am	احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کنونشن
3:00 am	آسٹریلیا کی سیر
3:25 am	سیرت النبی ﷺ
4:00 am	سوال وجواب
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:15 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
7:20 am	فرنچ پروگرام
8:00 am	آسٹریلیا کی سیر
9:10 am	سیرت النبی ﷺ
9:40 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
1:00 pm	ریئل ٹاک
2:00 pm	سوال وجواب
2:45 pm	انڈونیشین سروس
3:45 pm	سواحیلی سروس
4:50 pm	تلاوت قرآن کریم
5:20 pm	الترتیل
5:50 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2007ء
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	فقہی مسائل
8:30 pm	کڈز ٹائم
9:05 pm	فیتھ میٹرز
10:05 pm	حج بیت اللہ
10:55 pm	الترتیل
11:20 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:25 pm	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء

25/اکتوبر 2012ء

12:40 am	ریئل ٹاک
1:40 am	فقہی مسائل
2:15 am	کڈز ٹائم
2:45 am	حج بیت اللہ
3:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2007ء
4:40 am	انتخاب سخن
5:20 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:45 am	الترتیل
6:15 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء
7:15 am	فقہی مسائل
7:35 am	احمدیہ مجلس
8:55 am	فیتھ میٹرز
10:00 am	لقاء مع العرب
11:05 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	دورہ حضور انور غانا
12:55 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
1:40 pm	ترجمۃ القرآن
2:45 pm	انڈونیشین سروس
3:45 pm	پشتو سروس
4:45 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:15 pm	یسرنا القرآن
5:40 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
6:30 pm	درس حدیث
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	حج بیت اللہ
8:30 pm	Maseer-e-Shahindgan
9:00 pm	ترجمۃ القرآن
10:00 pm	یسرنا القرآن
10:15 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	دورہ حضور انور

26/اکتوبر 2012ء

12:10 am	فیتھ میٹرز
1:15 am	حج بیت اللہ
2:00 am	ترجمۃ القرآن
3:00 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
4:00 am	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:55 am	یسرنا القرآن
6:20 am	دورہ حضور انور
7:30 am	جاپانی سروس
7:50 am	ترجمۃ القرآن
9:05 am	حج بیت اللہ
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	یسرنا القرآن
11:55 am	دورہ حضور انور
12:40 pm	سرائیکی سروس
1:30 pm	راہ ہدیٰ
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	فقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ LIVE
6:15 pm	سیرت النبی ﷺ
6:40 pm	تلاوت قرآن کریم
6:55 pm	یسرنا القرآن
7:15 pm	بنگلہ سروس
8:20 pm	حج بیت اللہ
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اکتوبر 2012ء
10:35 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	دورہ حضور انور

27/اکتوبر 2012ء

12:25 am	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
1:25 am	فقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اکتوبر 2012ء
3:10 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:55 am	یسرنا القرآن
6:15 am	دورہ حضور انور
7:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 2012ء
8:15 am	راہ ہدیٰ
10:00 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس ملفوظات
11:30 am	الترتیل
11:55 am	تقاریر جلسہ سالانہ
12:55 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:30 pm	سٹوری ٹائم
1:50 pm	سوال وجواب
2:30 pm	عیدالاضحیہ کی نشریات LIVE
3:00 pm	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب برموقع عیدالاضحیہ LIVE
4:00 pm	عیدالاضحیہ کی براہ راست نشریات
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم
5:10 pm	سٹوری ٹائم
5:25 pm	الترتیل
5:55 pm	انتخاب سخن

باقی صفحہ 8 پر

پبلشر وپرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب

سیرت وسوانح حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب

خدا بھلا کرے اور اجر عظیم عطا کرے عزیزہ صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ کا جنہوں نے اپنے عظیم المرتبت والد حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی سیرت وسوانح پر مشتمل ایک خوبصورت، دیدہ زیب اور ایمان افروز کتاب (جو لجنہ اماء اللہ لاہور نے شائع کی ہے) کا ایک نسخہ اس عاجز کو بطور تحفہ وہدیہ بھجوایا اور اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھ کر کہ "نہایت قابل احترام مکرمی عبد الغفار ڈار صاحب کے لئے، اس شخص کی سوانح جس سے آپ کو بہت پیار تھا" میری ماضی کی بھولی بسری کئی خوبصورت یادیں تازہ کر دیں اور مجھے چشم پُرآب کر دیا۔

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اس خاکسار و ناکارہ کے واقعی "بہت پیارے" اور محسن تھے۔ میری دلی خواہش اور تمنا تھی کہ اس کتاب کو اول تا آخر پڑھتے ہی اس پر اظہار تشکر اور اپنے اس عظیم محسن کے ذکر خیر کے طور پر کچھ کہوں مگر 96 سال کی عمر کو پہنچے ایک ضعیف و ناتواں کی فطری کمزوری اور پیرانہ سالی کے باعث لاحق عوارض نے میرا ساتھ نہ دیا اور یوں تقریباً تین ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا اب خدا خدا کر کے یہ چند سطور لکھنے کی توفیق پا رہا ہوں۔ یہ خاکسار کے دل و دماغ پر ایک قرض کا بوجھ تھا جو اتارنے کی کوشش ہے۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قادیان میں زمانہ طالب علمی کے ایام میں اس عاجز کو حضرت نواب صاحب کی وسیع و عریض کوٹھی "دارالسلام" میں پانچ سال سے زائد عرصہ قیام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کے دوران مجھے حضرت نواب صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کے اخلاق حسنہ اور پیار و محبت اور شفقت سے براہ راست فیض پانے کا اعزاز و شرف حاصل رہا۔

جہاں تک کتاب زیر تبصرہ کا تعلق ہے 437 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ مضامین محترمہ سعدیہ بٹ صاحبہ نے مرتب کی ہے۔ 88 مختلف عناوین کے تحت لکھی گئی اس سوانح عمری میں حضرت نواب صاحب کے خاندانی حالات، آپ کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے تفصیلی حالات کے علاوہ آپ کے اخلاق فاضلہ اور سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کتاب کا پیش لفظ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا وہ پیش لفظ بطور تبرک شامل کیا گیا ہے جو آپ نے مکرم و محترم ملک صلاح الدین صاحب مولف (رفقاء) احمد کی خصوصی درخواست اور فرمائش پر (رفقاء) احمد کی بارہویں جلد کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ اس مبارک پیش لفظ کا ایک ایک لفظ حضرت نواب صاحب کی پاکیزہ زندگی، ایمان و ایقان میں پختگی، تقویٰ کے بلند معیار حضرت اقدس مسیح موعود اور خلافت احمدیہ سے آپ کی عقیدت و فدائیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کا صرف ایک اقتباس درج ذیل ہے آپ فرماتی ہیں۔

"15-14 سال کی عمر سے ہی ان میں احمدیت کی پختگی اور سعادت کو دیکھ کر ان کے والد (نواب صاحب) نے ان کو چن لیا تھا کہ عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم کے پیغام دینے کو میرا یہی لڑکا مناسب اور موزوں ہے۔ فرماتے تھے (کہ) حضرت مسیح موعود کی دختر کا پیام اسی کے لئے دینے کی جرأت کر سکتا ہوں جس کو ایمان و اخلاص اور احمدیت میں دوسروں سے بڑھ کر پاتا ہوں۔ پھر یہ رشتہ ہو گیا اور مبارک ہوا۔ جو پہلے روحانی طور پر زیادہ نزدیک تھے اور اب جسمانی طور پر بھی آملے۔ آئے بھی اور رخصت بھی ہو گئے۔"

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے ایک جلیل القدر رفیق خاص اور آپ کی فرزندی میں آنے کا شرف پانے والے ایک عظیم باپ حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب کے فرزند تھے جو آپ کی پہلی بیوی محترمہ مہرالنساء بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے عقد میں حضور کی بڑی صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ آئیں جبکہ بعد ازاں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے یعنی میاں محمد عبداللہ خان صاحب کے عقد نکاح میں حضور کی چھوٹی بیٹی دخت کرام صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ آئیں اس طرح دنیاوی لحاظ سے مالیر کوٹلہ کے رئیسوں کے اس خاندان کو روحانی لحاظ سے بھی چار چاند لگ گئے اور یوں یہ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی ان خوشخبریوں، بشارات اور روحانی انعامات و برکات کا بھی مورد ٹھہرا جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے، جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

(تذکرہ صفحہ 111)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نہ صرف یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے دو جگر گوشے بالترتیب حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے رشتہ ازدواج میں آئے اور ان سے ایک مبارک نسل جاری ہوئی بلکہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی ایک بیٹی صاحبزادی بُو زینب بیگم صاحبہ کو حضور کی بہو بننے کا اعزاز اور شرف بھی حاصل ہوا۔ صاحبزادی بوزینب بیگم صاحبہ کا رشتہ حضرت اقدس کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا شریف احمد صاحب (موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دادا جان) کے ساتھ خود حضور کی خواہش اور منشاء کے مطابق طے ہوا۔ یہ رشتہ اگرچہ حضور کی حیات مبارکہ میں طے ہو گیا تھا مگر نکاح حضور کے وصال کے بعد حضرت مصلح موعود کے دور خلافت میں 7 جون 1915ء کو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے بیت اقصیٰ قادیان میں پڑھایا تھا۔ جنہیں اس غرض کے لئے حضرت مصلح موعود نے خصوصی طور پر لاہور سے بلوایا تھا۔

کتاب زیر تبصرہ کے صفحہ 116 پر اس مبارک نکاح کے بارے میں یہ تاریخی الفاظ لکھے گئے ہیں۔

"بارگاہ الٰہی میں مقبول یہ نکاح الفضل مورخہ 21 جون 1915ء میں شائع ہوا اس کی ایک ایک سطر پڑھنے کے لائق ہے کہ عرش الٰہی سے اسکی مقبولیت کی نوید اس طرح آئی کہ بذریعہ رؤیا حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کو حضرت مسیح موعود اور خلیفہ المسیح الاول نے نکاح کی مبارکباد دی۔"

کتاب زیر تبصرہ میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی سیرت وسوانح کے بیان میں جس قدر حالات و واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں ان میں ہر واقعہ آپ کے اخلاق عالیہ اور احمدیت و خلافت سے آپ کے اٹوٹ اور قابل رشک وابستگی کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کی سوانح حیات ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ بچپن ہی سے نماز باجماعت بلکہ تہجد کے بھی سختی سے پابند تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو فوراً شرف قبولیت بخشتا تھا۔ آپ کیسے مستجاب الدعوات تھے۔ مشتے از خروارے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

"جب میں میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا میں Bronchitis سے بیمار ہو گیا امتحان میں صرف بیس پچیس دن باقی رہ گئے۔ میں پہلے کلاس میں کمزور تھا اس پر اس بیماری کی وجہ سے امتحان کی تیاری کو ترک کرنا پڑا۔ جب میں ذرا کچھ اچھا ہوا اور کچھ لکھنے کے قابل ہو گیا تو میرے دل میں فکر پیدا ہوا کہ کہیں امتحان میں رہ نہ جاؤں۔ ماسٹر صاحب کو بھی خیال تھا کہ اب مجھے امتحان نہیں دینا ہے۔ میرے چھوٹے بھائی عبدالرحیم خان جو کہ اب بیرسٹر ہیں میرے کلاس فیلو تھے اس سے بھی شرمندگی اور ندامت محسوس ہو رہی تھی کہ چھوٹا بھائی آگے نکل جائے گا ان سب وجوہ سے میرے قلب میں بے چینی اور اضطراب کا پیدا ہونا لازمی تھا میں نماز کا بچپن سے عادی تھا اور دعاؤں کا بھی عادی تھا اس لئے ان باتوں سے متاثر ہو کر میں اللہ کے آگے جھکا اور عشاء کی نماز کے بعد میں نے ان الفاظ میں دعا کی۔

"اے میرے مولا کریم میں اپنی عمر کے لحاظ سے امتحان دیر سے دے رہا ہوں داڑھی نکل رہی ہے بچوں میں بیٹھا شرم محسوس کروں گا اس کے علاوہ میرا چھوٹا بھائی بھی مجھ سے آگے نکل جائیگا تو اپنا فضل و کرم فرما اور مجھے کامیاب کر دے۔"

میں ایک لمبا عرصہ دعا کرتا رہا میرے مولا کریم نے اپنی ہستی کا ثبوت پہلی دفعہ دیا اور مجھ پر ظاہر کیا کہ ہونے کے علاوہ سمیع و علیم مجیب خدا بھی ہے میں نے رات کو دیکھا کہ کسی نے ایک سلپ میرے سامنے پیش کی ہے اس پر یہ تحریر تھا۔

"وَمَا رَمَيْتَ........."

مجھے اس خواب سے تسلی ہوئی چنانچہ میں جتنی بھی ان حالات میں تیاری کر سکتا تھا کرنی شروع کر دی۔ آخر وہ دن آ گیا کہ ہم بٹالہ امتحان دینے کے لئے گئے امتحان کے دوران میں انگلش B پیپر اور سائنس کے پیپر دونوں خراب ہوئے اور رہی سہی امید بھی جاتی رہی جب امتحان سے واپس آیا تو ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی۔ کامیابی سے اس قدر ناامید اور مایوس تھے کہ فرمانے لگے کہ یونیورسٹی ہال دیکھ آئے ہو! میں نے ہنس کر کہا کہ ہاں دیکھ آیا ہوں۔ جب میرے پر پھر مایوسی آنے لگی تو میں پھر اپنے مولیٰ کریم کے حضور گرا اور اپنی کامیابی کے لئے دعا کی۔ چنانچہ ایک رات پر زور آواز میں کوئی کہتا ہے کہ "تم ضرور پاس ہو جاؤ گے"۔ یہ آواز میں نے تین بار سنی۔ چنانچہ میں نے اپنا یہ خواب دوستوں کو بھی سنایا جب نتیجہ نکلا تو وہ طلباء جو ساری ساری رات پڑھنے میں گزارتے تھے اور انہوں نے از حد محنت کی تھی وہ تو فیل ہو جاتے ہیں اور میں صرف 13 نمبروں کے فرق سے پاس ہو جاتا ہوں میرا بھائی عبدالرحیم خان جنہوں نے از حد محنت کی تھی وہ بھی فیل ہو جاتے ہیں۔

(کتاب زیر تبصرہ صفحہ 90-89)

حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی صاحب نے اپنے بیٹے میاں محمد عبداللہ صاحب کے حضرت اقدس مسیح موعود کی صاحبزادی سے رشتہ طے ہونے پر آپ کو جو خطوط لکھے ان میں سے چند خطوط بھی اس کتاب کی زینت ہیں۔ یہ خطوط تربیت اولاد کے

سنہری اصول ہونے کے ساتھ ساتھ اس عظیم باپ کے عظیم بیٹے کی حضرت اقدس مسیح موعود اور خواتین مبارکہ سے آپ کی بے پناہ محبت اور عقیدت کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ چنانچہ کتاب کے صفحہ 132-131 پر درج ایک خط کے مندرجات کچھ اس طرح ہیں۔

''دین کے لحاظ سے یا دنیا کے لحاظ سے جو بڑے ہوں ان سے تعلقات میں بہت مشکلات ہوتی ہیں میری شادی بھی دین کے لحاظ سے ایک بڑے مقدس محبوب الٰہی کی بیٹی سے ہوئی ہے اور اسی کی بیٹی سے تمہاری۔ یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ اس کا نبھانا سوائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے نہیں ہوسکتا۔ ...... پس جس طرح میں مسیح موعود کی بڑی بیٹی سے سلوک کرتا ہوں اور عزت و ادب کرتا ہوں تم کو مسیح موعود کی چھوٹی بیٹی کا ادب اور حسن سلوک کرنا چاہیے اور اس کو نبھانا چاہیے۔''

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب نے اپنے والدگرامی کی اس نصیحت کو عمر بھر پلے باندھے رکھا اور آپ زندگی میں اپنی اہلیہ محترمہ دخت کرام حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ کی خدمت گزاری اور آپ کے سامنے عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کرنے کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ میں صرف کتاب مذکورہ کے صفحہ 167 پر درج ایک واقعہ یہاں درج کرتا ہوں۔ آپ کی چھوٹی صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ آپا سیدہ بشریٰ نے فرمایا کہ

''ایک دفعہ ابا امی کے ساتھ وہ اور آپا قدسیہ ڈلہوزی میں سیر کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں امی کے جوتے کا تسمہ کھل گیا ابا نے فوراً جھک کر تسمہ باندھا اور ہم لڑکیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

''یہ امید اپنے خاوندوں سے نہ لگا بیٹھنا میں تو ان کی عزت حضرت مسیح موعود کی بیٹی سمجھ کر کرتا ہوں۔''

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنا وجود درمیان سے بالکل ہی مٹا دیا ہے اور بیگم صاحبہ جو کہ حضرت مسیح موعود کی بیٹی ہیں ان کی وجہ سے جو کچھ میرا تھا وہ اب مٹ چکا ہے۔ سب حضرت مسیح موعود کی برکت کا ظہور ہے۔

(ایضاً صفحہ 167)

اس کتاب میں حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے حوالے سے تاریخ احمدیت کے کئی پوشیدہ اور گمنام گوشوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے مثلاً 1915ء میں لاہور میں احمدی طلباء کے لئے ''احمدیہ ہوسٹل'' کا قیام بھی حضرت نواب صاحب کی کاوشوں اور ذاتی دلچسپی کی مرہون منت ہے یہ ہوسٹل 1915ء سے لے کر 1947ء میں تقسیم ہند کے عرصہ تک قائم رہا پھر برصغیر کے کشیدہ حالات کے باعث کئی سال اس کا وجود قائم نہ رہ سکا تاآنکہ 1966ء میں ایک بار پھر احمدیہ ہوسٹل قائم ہوگیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک قائم ہے اور حضرت نواب صاحب کی حسین یادیں اس سے وابستہ ہیں۔ رپورٹ مجلس مشاورت 1928ء کے مطابق اس ہوسٹل کے اولین مکینوں اور قدیم طلباء کی فہرست میں پہلا نام میاں محمد عبداللہ خان صاحب اور دوسرا آپ کے انتہائی قریبی دوست ملک غلام فرید صاحب کا ہے۔

پھر تقسیم ہند سے قبل سندھ میں صدر انجمن احمدیہ کے لئے اراضی کے حصول کے لئے حضرت نواب صاحب نے ناز و نعمت میں پلنے اور رئیس ابن رئیس ہونے کے باوجود جس محنت جانفشانی اور قربانی کے جذبے سے یہ کام کیا وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''جو محنت میں نے اس رقبہ کی تلاش میں کی یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس نے مجھے اس قدر محنت کی توفیق دی۔ ورنہ میرے جیسا آرام طلب آدمی اس قدر دور دراز ملک میں جہاں نہ کوئی آبادی نہ کوئی کھانے پینے کا آرام تھا میں سوچتا ہوں تو ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہوں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جب کوئی کام کرنا ہوتا ہو تو اس کی توفیق دے دیتا ہے اور سامان بھی پیدا کردیتا ہے۔ میں چونکہ انجمن کا امین تھا اس لیے میں نے اس کام کے دوران اس قدر اخراجات کم کئے کہ میری حیثیت کے کسی دوسرے کارکن نے نہ کئے ہوں گے۔ میں خود ذاتی طور پر اپنے کاموں میں ریفریشمنٹ روم میں کھانا کھانے کا عادی تھا لیکن اس کام کے دوران میں نے بازار سے کھانا منگوا کر کھایا۔ سات دفعہ اراضیات کے دیکھ بھال کے لئے آیا بعض اوقات کئی کئی ماہ بھی سندھ میں رہا لیکن کل اخراجات جو اس دوران میں نے کئے وہ بارہ صد روپے تھے پھر رہائش کے لئے جو جگہ بنائی ہوئی تھی وہ دو درختوں کے تنوں پر کھڑی تھی اردگرد چری کے کانے کھڑے کئے ہوئے تھے برتن اور کرسیاں بھی اپنے گھر سے لے گیا تھا پیٹی جس میں برتن بند کر کے رکھے ہوئے تھے وہ میز بنائی گئی تھی۔

(ایضاً صفحہ 258)

یہ بات بھی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکی ہے کہ پارٹیشن کے نتیجہ میں قادیان سے ہجرت کے بعد موجودہ ربوہ کی اراضی کی خرید کے لئے ابتدائی خط و کتابت بھی آپ کے دستخطوں سے ہوئی تھی۔ یہ اس بارے میں آپ نے بطور ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ رتن باغ لاہور سے ڈپٹی کمشنر جھنگ کے نام جو خط لکھا تھا وہ تاریخ احمدیت جلد یازدہم کے صفحہ 91-90 پر درج ہے۔

حضرت نواب صاحب کی ذاتی ڈائریاں بھی آپ کی نیک فطرت۔ تقویٰ۔ پرہیزگاری اور توکل علی اللہ کی اعلیٰ صفات کی مظہر ہیں اس کتاب میں آپ کی ان ذاتی ڈائریوں کو بھی پڑھنے کا موقع ملا جس سے آپ کی ذاتی زندگی اور اخلاق فاضلہ کے بے شمار نئے گوشوں کا ادراک ہوا۔ ان میں سے صرف ایک ڈائری یہاں درج کرتا ہوں جو کتاب کے صفحہ 288 پر درج ہے۔

''قرضوں کی ادائیگی کی کما حقہٗ کوئی صورت پیدا نہیں ہورہی ہے معلوم نہیں یہ صورت شامت اعمال کی وجہ سے ہے یا پھر کوئی امتحان مقدر ہے اس لئے بعد نماز عشاء دو نفل پڑھنے شروع کئے جن میں خیر و برکت کی دعا کرتا ہوں گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔''

پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''میرے ساتھ مولیٰ کا سلوک ہے کہ ذرا سی غلطی ہونے پر مجھے فوراً پکڑتا ہے دوسرے وہی کام کرتے ہیں ان کو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ فوراً بل نکال کر صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ ...... ادھر غلطی کی اور اُدھر طمانچہ تیار ہوتا ہے۔ اکثر مجھے شکایت بھی ہوتی ہے کہ اکثر اس قسم کی غلطیاں دوسرے بھی تو کرتے ہیں ان کو کیوں پکڑ نہیں آتی لیکن مجھ پر فوراً گرفت ہوتی ہے۔''

(ایضاً صفحہ 292)

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے کس کس خلق کس کس قربانی اور کس کس احسان کا ذکر کروں یہ تو ایک طویل داستان ہے جس کا یہ مضمون ہرگز متحمل نہیں۔ اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھیے بچپن سے لے کر جوانی، بڑھاپے اور وصال تک آپ کی زندگی کا ہر واقعہ ایمان افروز ہے۔

''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را''

ع۔ بشیر

خلیفہ وقت کی دعا اور جلسہ قادیان کی برکت

دسمبر 2011ء کے اوائل میں میرے 2nd MA Semester کے امتحانات ہونے تھے اور اس کے بعد ہم نے قادیان جلسے پر جانا تھا مگر چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایک پیپر ملتوی ہوکر 28 دسمبر تک چلا گیا جو جلسے کی ڈیٹ تھی۔ میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں بات کی کہ آپ میرا یہ پرچہ پہلے لے لیں۔ کیونکہ ان دنوں میں میں انڈیا میں ہوں گی۔ مگر کیونکہ یہ یونیورسٹی قوانین کے خلاف تھا۔ لہٰذا انہوں نے منع کردیا اور کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے یا تو آپ پیپرز دینے کے بعد جائیں یا پھر اگلے سال یہ پیپر سپلی میں دیں۔ سپلی دینے کا نقصان یہ ہونا تھا کہ اب تک جو میری پوزیشن بنتی چلی آرہی تھی میں اس سے محروم رہ جاتی۔ مگر میں وہاں یہ کہہ آئی کہ ٹھیک ہے میں اگلے سال دے لوں گی ابھی میرا جانا ضروری ہے۔ مگر فطری طور پر دل میں رنج تھا۔

گھر آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فیکس کی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی کہ آپ دعا کریں کہ میرا دل خدا کی رضا میں راضی ہوجائے۔ فیکس کرنے کے بعد دل مطمئن ہوگیا اور باقی کے پیپر اچھی تیاری کے ساتھ دئے۔

پیپرز کے بعد 15 تاریخ کو میری پروفیسر کا فون آیا کہ آپ نے کب جانا ہے میرے بتانے پر کہ 18 تاریخ کو جانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے Management سے بات کرلی ہے آپ 17 کو آکر پیپر دے لیں۔ خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ میرے منہ سے الفاظ نہیں ادا ہورہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنی Application کے ساتھ پاسپورٹ اور ویزا کی کاپی بھی لگا کر آنا۔ مگر ان دنوں تک کیونکہ پاسپورٹ بارڈر تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہاں سے منگوانا ممکن نہیں تھا۔ یہی بات میں نے ان کو بتادی کہ کوئی Document اس وقت میرے پاس نہیں اس پر انہوں نے جواب دیا کہ تم کوئی بھی Document مت دکھاؤ بس آکر پیپر دے لو۔ خدا کے فضل و احسان سے پہلا مرحلہ تو بخوبی انجام ہوا۔

اس کے بعد پیپر کی تیاری کی بات تھی۔ کیونکہ میں نے اس کی بالکل بھی تیاری نہیں کی تھی اور اب صرف ایک دن تھا جس میں پیپر اور سفر دونوں کی تیاری کرنی تھی۔ حضور انور کو دعا کا فیکس کرکے میں پڑھنے بیٹھ گئی۔ پیپر خاصا مشکل آیا مگر دعا پڑھ کے جیسا کرسکتی تھی کر آئی اور ہم قادیان جلسے پر چلے گئے۔ جہاں خوب روحانی فیوض حاصل کرنے اور دعائیں کرنے کا موقع ملا۔ میری غیر موجودگی میں بقیہ کلاس کا بھی وہ پیپر ہوچکا تھا اور میرے پیپر کی بہ نسبت وہ پیپر خاصا آسان آیا جس کے بعد مجھے اپنے اچھے نمبر آنے کی بالکل امید نہیں رہی تھی۔ لیکن جب رزلٹ آیا تو اس پیپر میں کلاس بھر میں میرے Highest Marks آئے اور مجموعی طور پر 2nd Position بنی۔ یہ سب محض خدا تعالیٰ کے بے پناہ فضل و احسان اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل ممکن ہوسکا اور حضرت مسیح موعود کی پُراثر دعاؤں کے طفیل جو انہوں نے شاملین جلسہ کے لئے کی تھیں۔

☆☆☆☆☆

مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا

گھانا میں غلاموں کی تجارت کی دلخراش داستان
وہ قلعے جو خوف اور دہشت کی علامت ہیں

گھانا کی ساحلی پٹی جو آج خوبصورت ساحلی ریستورانوں اور Resorts سے بھری ہوئی ہے ایک زمانے میں بعض لوگوں کے لئے خوف اور دہشت کی علامت تھی۔ آج ان ساحلوں پر دنیا بھر سے آنے والے سیاحوں کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں موجود خوبصورت مناظر اور فطری ماحول ہر ایک دل کو اپنی طرف کھینچتے ہیں لیکن یہاں قریب ہی ماضی کی بعض تلخ داستانوں کے نقوش بھی بکھرے پڑے ہیں۔ ایسی کہانیاں جن کے تمام کردار حقیقی دنیا کے جیتے جاگتے افراد تھے۔ جن میں سے چند ایک کی کہانی کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی لیکن بہت سے ہمیشہ کے لئے بھلا بھی دیئے گئے۔ کئی سو سال پر محیط ایک انتہائی کربناک تاریخ اس علاقے کا مقدر رہی جب غلاموں کی تجارت باقاعدہ ایک کاروبار اور منافع بخش تجارت کی صورت میں یہاں جاری تھی۔ اس تمام علاقہ میں قائم کئی ایک قلعے انسانوں کی تجارت یا غلاموں کی نقل و حمل کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ ایک لمبے عرصہ تک بیڑیوں میں جکڑے وہ غلام مرد اور عورتیں جنہیں افریقہ کے مختلف ممالک سے پکڑ کر لایا جاتا تھا مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ان دروازوں کی جانب لائے جاتے تھے جنہیں اب Doors Of No Return کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ دروازے جن سے گزرنے کے بعد واپسی کا کوئی راستہ گھر کی جانب نہیں جاتا تھا۔ ساحل سمندر پر کثرت سے قائم یہ قلعے جہاں دیگر تجارتی مقاصد کے لئے استعمال ہوتے تھے وہیں پر غلاموں کے بھی سودے ہوتے تھے، انسانوں کی قیمت طے کی جاتی تھی اور پھر انہیں بحری جہازوں پر لاد کر نئی دنیا کی طرف روانہ کر دیا جاتا تھا۔ ایک ایسی نئی دنیا کی طرف جہاں ان کا کوئی خاندان، کوئی قبیلہ، کوئی رشتہ دار موجود نہیں ہوتا تھا۔ وہ محض ایک غلام ہوتا تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتے چلے جانے والا ایک انسان۔ اشرف المخلوقات انسان جسے اللہ تعالیٰ نے تو آزاد وجود کے طور پر دنیا میں پیدا کیا، لیکن بعض انسانوں نے اپنے مفادات کے لئے اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر غلام بنا دیا۔ انسان بسا اوقات کس قدر کٹھور اور سنگ دل ہو جاتا ہے۔

تجارت کا مرکز

سولہویں صدی عیسوی کا گھانا جسے اس وقت گولڈ کوسٹ کہا جاتا تھا افریقہ بھر سے لائے جانے والے غلاموں کی تجارت کا ایک بہت بڑا مرکز اور غلاموں کی تجارت کے روٹ کا ایک اہم حصہ تھا۔ سمندر کے ساتھ ملک کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک 540 کلومیٹر طویل ساحل پر 80 سے زائد چھوٹے بڑے قلعے بنائے گئے تھے جنہیں اس کاروبار کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ درحقیقت اس تجارت کا آغاز بعض یورپی تاجروں کی طرف سے کیا گیا جو ابتدا میں ان علاقوں میں سونے اور دیگر اشیاء کی تجارت کے لئے آئے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسانی تجارت بھی شروع ہوگئی اور ایک منافع بخش کاروبار سمجھ کر بہت سے لوگ اس میں شامل ہوتے چلے گئے۔ پرتگیزی، ڈینش، ڈچ، سویڈش، جرمن، فرانسیسی اور برطانوی تاجروں نے اس کاروبار میں قدم رکھا تو ایک مقابلہ شروع ہوگیا نئے قلعے بنتے چلے گئے، تجارت ترقی کرتی چلی گئی اور کمزور طبقوں سے تعلق رکھنے والے بہت سے آزاد لوگ غلام بنتے چلے گئے۔ ان غلاموں میں کئی طرح کے لوگ ہوتے تھے کچھ تو وہ تھے جو قبائلی جنگوں کے نتیجہ میں مغلوب ہو کر فاتح قبیلہ کے ہاتھ آ جاتے تھے، کچھ کمزور قبائل سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ تھے جنہیں پکڑ کر زبردستی غلام بنا کر بیچ دیا جاتا تھا اور بعض اپنے ہی قبائل کی طرف سے کسی غلطی یا جرم کی پاداش میں سزا کے طور پر بیچ دیئے جاتے تھے۔ ان قلعوں میں سے صرف چند ایک آج صحیح حالت میں موجود ہیں جہاں جانے والے زائرین اس دور کی داستانوں کو سنتے اور دل تھام کر رہ جاتے ہیں کہ کس طرح غلاموں کو ان قلعوں میں موجود چھوٹے چھوٹے کمروں میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں رکھا جاتا تھا اور پھر چند سکوں کے عوض فروخت کر دیا جاتا تھا۔ ہمارے شہر کے قریب بھی ساحل سمندر پر کئی ایک قلعوں کے نشانات اور کھنڈرات اب بھی باقی ہیں جبکہ دو مشہور قلعے تو بہت اچھی حالت میں اب بھی موجود ہیں۔ سب سے قریبی قلعہ Fort Amsterdam ہے جو سالٹ پانڈ کے نواح میں واقع ہے۔ جبکہ بقیہ دو بڑے قلعے بھی جامعہ سے ایک گھنٹے کی مسافت پر ہی واقع ہیں۔

قدیم رواج

غلام بنانے کا رواج دنیا میں بہت قدیم سے چلا آرہا ہے اور اس کا آغاز جنگوں اور اس کے نتیجے میں ہاتھ آنے والے جنگی قیدیوں سے ہوا۔ چونکہ اس زمانے میں جنگی قیدیوں کو سنبھالنے کا کوئی مرکزی نظام موجود نہیں تھا اس لئے جنگ کے نتیجہ میں ہاتھ آنے والے لوگوں کو فاتح قوم کے افراد میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے فاتحین کی طرف سے ان افراد سے کیا جانے والا سلوک بھی بہت نامناسب ہوا کرتا تھا اور ان غلاموں کو کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہیں ہوا کرتے تھے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں غلامی مختلف شکلوں میں دنیا میں موجود رہی ہے اور یہ طبقہ باوجود انسان کہلانے کے بہت سی سختیاں جھیلتا رہا ہے۔ زمانہ قبل از اسلام میں غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا تھا اور ان کو ہر طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا اور آپ نے اس مظلوم طبقہ کو بھی دوسرے انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا۔ ان کے حقوق متعین کئے، ان کی آزادی کے راستے بتائے، اور ایک ایسا خوبصورت معاشرہ پیدا کیا جہاں یہ آزاد کردہ غلام بڑے بڑے سرداروں کے مقابل پر سپہ سالار مقرر کئے گئے، ان کے جھنڈوں کے نیچے قوموں نے زندگی پائی اور امان حاصل کی۔ اگر یہ ایک پہلو ہی دیکھا جائے تو دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی برتری روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ بائبل میں ان لونڈیوں اور غلاموں سے جو سلوک کرنے کی اجازت تھی وہ خروج کے اس حوالہ سے واضح ہے۔

''اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مر جائے تو اسے سزا دی جائے، لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جئے تو اسے سزا نہ دی جائے کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔''

(خروج 21/20.21)

غلامی کے متعلق اسلامی تعلیم

جبکہ اسلام نے ایک طرف تو غلام بنانے کی ممانعت فرما دی اور دوسری طرف پہلے سے موجود غلاموں کے لئے بھی ایسے حقوق قائم فرما دیئے جن سے ان کی زندگیاں بتدریج بہتر ہوتی چلی گئیں۔ نیز ان کی آزادی کے لئے ایسی ایسی راہیں تجویز کر دیں کہ آہستہ آہستہ اسلامی معاشرے سے غلامی کا خاتمہ ہوتا چلا گیا۔ یہ تدریج بھی اس لئے ضروری تھی تا کہ اچانک آزادی کے نتیجہ میں معاشرتی خرابیاں جنم نہ لیں۔ پہلے سے موجود غلاموں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ:

''تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں میں دیا ہے پس جب کسی شخص کے ماتحت کوئی غلام ہو تو اسے چاہئے کہ اسے وہی کھانا دے جو وہ خود کھاتا ہو وہی لباس پہناوے جو وہ خود پہنتا ہو اور تم اپنے غلاموں کو ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کرو جو ان کی طاقت سے بالا ہو اور اگر کبھی ایسا کام ان کے سپرد کرو تو ان کی مدد کیا کرو۔''

(بخاری کتاب العتق باب قول النبی العبید اخوانکم فاطعموھم مما تأکلون)

اسلام نے نہ صرف پہلے سے موجود غلاموں اور لونڈیوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی بلکہ ان کی آزادی کی کئی صورتیں پیدا کر دیں مثلاً غلام آزاد کرنے کو بڑا ثواب قرار دیا، اسے چوٹی کی نیکی قرار دے دیا۔ مختلف گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ غلاموں کو آزاد کرنا رکھ دیا۔ جبکہ غلام بنانے کے پہلے سے رائج ظالمانہ راستے بھی بند کر دیئے۔ گویا موجود غلاموں کی آزادی کے سامان پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ کے لئے غلامی کی راہوں کو بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے کس شدت سے غلام بنانے سے اپنے ماننے والوں کو روکا اور اللہ تعالیٰ کو یہ فعل کس قدر ناپسند ہے یہ اس حدیث سے بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جنگ کروں گا۔ اول: وہ شخص جس نے میرا واسطہ دے کر کسی سے عہد باندھا اور بدعہدی کی۔ دوم: وہ جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنایا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی۔ سوم: وہ جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور کام تو پورا لیا مگر اسے مزدوری نہ دی۔''

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حرًا)

اُس زمانے میں جنگوں کے نتیجہ میں جو قیدی ہاتھ آتے تھے ان کی آزادی بھی سلب کر لی جاتی تھی۔ لیکن جنگی قیدیوں کی مجبوری اور جواز کے ساتھ بھی قرآن کریم نے ایسی ایسی آزادی کی راہیں رکھ دیں کہ عقل انسانی حیرت زدہ رہ جاتی ہے کہ وہ لوگ جو جان کے دشمن ہوں ان سے بھی کس قدر حسن سلوک کی تعلیم قرآن دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

''یا تو انہیں احسان کرتے ہوئے رہا کر دو یا فدیہ لے کر۔'' (محمد آیت: 5)

اسی طرح مکاتبت کا طریق بھی تجویز کر دیا فرمایا:

''اور تمہارے جو غلام تمہیں معاوضہ دے کر اپنی آزادی کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں اگر تم ان کے اندر صلاحیت پاؤ تو ان کو تحریری معاہدہ کے ساتھ آزاد کر دو اور وہ مال جو اللہ نے تمہیں عطا کیا

ہے اس میں سے کچھ ان کو بھی دو۔"
(نور آیت:34)

اس سے اگلے قدم کے طور پر یہ بھی تعلیم دے دی کہ اگر غلاموں کے پاس استطاعت نہ ہو تو زکوٰۃ کے اموال کے ذریعہ بھی غلاموں کی آزادی کے سامان کئے جاسکتے ہیں، اور اسے قرآن کریم نے ایک فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا:

"صدقات تو محض محتاجوں اور مسکینوں اور ان (صدقات) کا انتظام کرنے والوں اور جن کی تالیف قلب کی جارہی ہو اور گردنوں کو آزاد کرانے (یعنی غلاموں کو آزاد کرانے) اور چٹی میں مبتلا لوگوں اور اللہ کی راہ میں عمومی خرچ کرنے اور مسافروں کے لئے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فرض ہے۔" (توبہ:60)

لیکن بدقسمتی ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کے نزول کے بعد بھی غلامی کا رواج موجود تھا۔ انسان غلام بنائے جاتے تھے اور ان سے نامناسب اور بہیمانہ برتاؤ کیا جاتا تھا۔ افریقہ کے ممالک میں تو انیسویں صدی کے وسط تک یہ سلسلہ جاری رہا اور انسانوں کی تجارت کو باقاعدہ قانونی تحفظ حاصل رہا جس کے نتیجہ میں بہت سی نسلوں کو مصائب کی چکی میں پسنا پڑا۔ بالآخر انسانی ضمیر جاگا اور اسلام کی ان تعلیمات کے مطابق جو انسانوں کی آزادی کے حوالہ سے اس نے دی ہیں دنیا کی توجہ اس امر کی طرف مبذول ہوئی کہ اپنے مفادات کے لئے اپنے ہی جیسے انسانوں کو غلام بنانا ایک قبیح فعل ہے جس سے باز آنا چاہئے۔ چنانچہ 1807ء میں اس بارے میں قوانین سازی کا آغاز کیا گیا اور 1834ء میں مکمل طور پر ان علاقوں سے قانون کے ذریعہ غلامی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور غلاموں کی تجارت کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔ یہ وہی دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو اس دنیا میں بھیجا۔ گویا آپ کی آمد سے جہاں دنیا روحانی اعتبار سے بلند پروازی کی طرف بلائی گئی وہیں ظاہری اعتبار سے بھی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیا گیا اور دنیا سے غلامی کو ختم کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بنائیں۔ کیونکہ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگجو فرقہ کے مقابل صرف اس قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو غلام بناویں بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد3 صفحہ 246-245)

نفع رساں منڈی

گھانا پندرھویں صدی میں یورپی تاجروں کے لئے ایک نہایت نفع رساں منڈی بن چکا تھا۔ افریقہ کے ان علاقوں میں پرتگیزی تاجروں نے اپنی تجارت کا آغاز 1471ء میں کیا۔ اس زمانے میں اس قسم کی تجارت کے لئے Barter System رائج تھا یعنی ایک جنس کے بدلہ میں دوسری جنس کا لین دین کیا جاتا تھا۔ پرتگیزی تاجر جب پہلے پہل یہاں آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان علاقوں میں سونے کی بہتات ہے اور مقامی افراد جو سونے کی اہمیت اور اس کی عالمی قیمتوں سے ناواقف تھے بہت سستے داموں انتہائی قیمتی اجناس دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس دور میں یورپی تاجر عام طور پر بعض ہتھیاروں، شراب، تمباکو اور لوہے کی اشیاء کے بدلے سونے کے زیورات اور قیمتی پتھر حاصل کیا کرتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تجارت بڑھتی چلی گئی اور 19 جنوری 1482ء کو اپنے تجارتی مفادات کے تحفظ کے لئے پرتگیزی تاجروں نے المینا (Elmina) کے مقام پر پہلا قلعہ تعمیر کیا جس کا نام سینٹ جارج رکھا گیا۔ جو آج بھی موجود ہے۔ تجارت پھلنا پھولنا شروع ہوئی اور بعد ازاں اس تجارت میں غلاموں کی تجارت بھی شامل ہو گئی۔ لوگوں کو بیچا جانے لگا اور عالمی منڈی میں یہاں کے صحت مند غلام گھریلو ملازمین اور زراعت کے کاموں کے لئے خریدے جانے لگے۔ بہت مرتبہ یہ بھی ہوا کہ مقامی لوگوں نے اس نظام کو بدلنے کی کوشش کی لیکن بزور قوت ایسی کسی بھی تحریک کو دبا دیا گیا۔ دیگر اقوام نے بھی جب اس تجارت میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو پرتگیزیوں کی طرف سے اس سلسلہ میں شدید مزاحمت کی گئی۔ چنانچہ مقامی لوگوں کی مدد سے دیگر یورپی اقوام نے اس پرتگیزی تسلط کو ختم کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی لیکن یہ سب اتنا آسان نہیں تھا، بہت سی لڑائیاں ہوئیں، مقابلے جاری رہے اور بالآخر بعض مقامی قبائل کو ساتھ ملا کر 1637ء میں ڈچ لوگوں نے Elmina Castle پر قبضہ کر کے اپنے قبضہ کو مستحکم کر لیا۔ تاہم مقامی لوگوں کی توقع کے برعکس غلاموں کی تجارت نہ رک سکی اور پہلے کی ہی طرح جاری رہی۔ دیگر اقوام کی آمد نے تجارت کے نئے انداز اور طریق متعارف کروائے لیکن انیسویں صدی کے آغاز تک غلاموں کی تجارت کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ اٹھارہویں صدی کے آخر پر مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے غلاموں کی تجارت کے خاتمے کی تحریکات چلنا شروع ہو چکی تھیں اور بالآخر برطانیہ کی طرف سے اس معاملے میں پہل کی گئی اور غلاموں کی تجارت کو برطانوی قانون کے مطابق 1808ء میں غیر قانونی قرار دے دیا گیا لیکن اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور 1850ء کے لگ بھگ اس تجارت کا خاتمہ ممکن ہو سکا۔ یکم جنوری 1862ء کو امریکہ کے صدر ابراہام لنکن نے غلامی کے خاتمہ کا اعلان کیا اور 1865ء تک قوانین کی تبدیلی کے بعد امریکہ کے غلاموں کو بھی آزادی نصیب ہو گئی۔

دو مشہور قلعے

ساحلی پٹی کے ساتھ بنائے جانے والے اکثر قلعے تو اب شکست و ریخت کا شکار ہو چکے ہیں تاہم چند ایک اب بھی اچھی حالت میں موجود ہیں۔ گھانا میں اس وقت موجود قلعوں میں سے دو مشہور قلعے منکسم کے قریب ہی واقع ہیں۔ ان میں سے ایک تو Cape Coast Castle ہے جو منکسم سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ تاریخی دستاویزات کے مطابق اس قلعہ میں ایک لمبا عرصہ انسانی تجارت جاری رہی۔ ریکارڈز سے پتہ چلتا ہے کہ امریکی خاتون اول مشعل اوبامہ کے پردادا کو بھی اسی قلعہ سے غلام بنا کر امریکہ لے جایا گیا تھا۔ 11 جولائی 2009ء کو امریکی صدر باراک اوبامہ اور خاتون اول نے اس قلعہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ جبکہ دوسرا مشہور اور قدیم قلعہ Elmina Castle ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ المینا کاسل کو غلاموں کی تجارت کی غرض سے نہیں بنایا گیا تھا بلکہ ابتداء میں اس کی تعمیر کے مقاصد تجارتی تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ قلعہ بھی غلاموں کی تجارت کے لئے استعمال ہونے لگا۔ جبکہ کیپ کوسٹ کا قلعہ خاص طور پر غلاموں کی تجارت کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔ اس کے دالان کے بالکل سامنے ایک بڑا ہال بنایا گیا تھا جہاں غلاموں کی بولی لگائی جاتی تھی۔ غلاموں کو رکھا جانے والا احاطہ پانچ چیمبرز پر مشتمل تھا جن میں ایک ہزار سے زائد غلام روانگی سے قبل رکھے جاتے تھے۔ چار چیمبرز ان کی رہائش، کھانے پینے اور حوائج ضروریہ وغیرہ کے لئے مختص تھے جبکہ پانچویں کمرہ میں جو انہی کے ساتھ منسلک تھا روانگی سے قبل غلاموں کی جلد پر شناخت کے لئے نشانات وغیرہ لگائے جاتے تھے۔ اسی پانچویں کمرے سے غلاموں کو ایک سرنگ کے ذریعہ بحری جہازوں میں لے جایا جاتا تھا۔ غلامی کے خاتمے کی علامت کے طور پر حکومت برطانیہ نے 1833ء میں اس سرنگ کو بند کر دیا تھا۔ اس قلعہ میں بعض قبریں بھی موجود ہیں جو ان یوروپین لوگوں کی ہیں جو اپنے مختلف فرائض کی انجام دہی کے لئے یہاں رہا کرتے تھے۔ ان قبروں میں سے صرف ایک قبر ایک مقامی شخص کی ہے جس کا نام فلپ کویکو یا P.Q بیان کیا جاتا ہے۔ فلپ کو محض گیارہ سال کی عمر میں مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان بھجوایا گیا تھا جہاں سے اس نے 1665ء میں پہلے افریقن مشنری اور استاد کے طور پر اپنی تعلیم مکمل کر کے ڈگری حاصل کی اور افریقہ میں پہلے Anglican Church کا آغاز کیا۔ فلپ کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کی گئی تھی کہ وہ غلامی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تجویز کردہ قرار دیا کرتا تھا۔ اس کی تعلیم اور خدمات کی وجہ سے اس کی تنخواہ اکثر یورپی لوگوں سے بھی زیادہ مقرر تھی۔ فلپ کا کام بھی یہی تھا کہ وہ غلاموں کو اس امر کی تلقین کرے کہ انہیں بغیر کسی اعتراض کے غلامی کو قبول کر لینا چاہئے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ غلام عورتوں کو رکھنے کے لئے اسی قلعہ کے ایک حصہ میں دو کمروں پر مشتمل ایک احاطہ مختص کیا گیا تھا۔ جس میں 100 سے زائد عورتیں ایک وقت میں رکھی جاتی تھیں۔ یہاں بھی صورتحال بہت دگرگوں رہا کرتی ہوگی کیونکہ اتنی بڑی تعداد کو ٹھہرانے کے لئے یہ جگہ بہت ناکافی ہے۔ لیکن تاجروں کو اس سے غرض نہیں ہوا کرتی تھی ان کے لئے یہ سب لوگ محض تجارتی سامان کی حیثیت رکھتے تھے، محض ایک نمبر محض ایک جنس۔ یہی وجہ ہے کہ اس تمام کارروائی کے دوران بہت سے کمزور غلام زندگی کی بازی ہار جاتے تھے۔ بہت سے سخت سمندری سفر اور کم خوراکی کی وجہ سے دوران سفر ہلاک ہو جاتے تھے اور صرف وہی منزل تک پہنچتے تھے جو اچھے صحت مند ہوا کرتے تھے اور درحقیقت یہی وہ سامان تھا جس کی نئی دنیا میں مانگ تھی۔ ایک صحت مند غلام جو اپنے مالک کے لئے خدمات سرانجام دے سکے۔ اس قلعہ میں اب اس راہ میں زندگی ہار جانے والوں کی یاد میں ایک یادگار بھی بنائی گئی ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے سیاح یہاں بھی ضرور جاتے ہیں۔ تاریخ انسانی کے سیاہ باب کا مطالعہ کرتے ہوئے بہت سے دل افسردہ بھی ہو جاتے ہیں لیکن ایک اچھا پہلو یہ بھی ہے کہ انسان کو ایسے مقامات پر جا کر بہت سے سبق سیکھنے کا بھی موقعہ ملتا ہے۔ نسل انسانی کی غلطیوں کو آئندہ نہ دہرانے کا سبق۔ محبت، امن، صلح اور آشتی کے ساتھ رہنے کا سبق۔ اس قلعہ میں داخلہ کی ٹکٹ مقامی افراد کے لئے دو سیڈی اور غیر ملکی افراد کے لئے سات ڈالر مقرر ہے۔ سٹل کیمرہ استعمال کرنے کی فیس دو سیڈی الگ سے لی جاتی ہے، جبکہ عام وزیٹر کے لئے وڈیو کیمرہ کی اجازت 100 سیڈی میں ملتی ہے جبکہ کمرشل وڈیو کیمرہ استعمال کرنے کی فیس پندرہ سو ڈالر تک رکھی گئی ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

محترمہ سیدہ امۃ الرحمٰن صاحبہ کی وفات

مکرم مبارک احمد شاہ صاحب معلم وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ سیدہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ محترم سید عبدالغنی شاہ صاحب مرحوم (جوکہ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے مختار عام تھے) 15/اکتوبر 2012ء کو وفات پا گئیں۔ والدہ محترمہ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت حکیم قریشی عبدالرحمٰن صاحب کی بیٹی اور حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت سید محمد شاہ صاحب کی بہو اور والدہ محترمہ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن کی خوشدامن تھیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں۔ خاکسار نے 1966ء میں وقف کیا اور وقف جدید کے تحت بطور معلم خدمت دین کی توفیق مل رہی ہے۔ چھوٹے بیٹے مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب کو 20 سال پرتگال اور سپین میں خدمات کی سعادت ملتی رہی اور اب چلی ساؤتھ امریکہ میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ تیسرا بیٹا سید لطف الرحمٰن صاحب جرمنی میں رہائش پذیر ہے۔ آپ کے ایک پوتے مکرم سید عطاء اللہ مجیب صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں آپ کا بہت اعلیٰ کردار تھا۔

مرحومہ بہت سادہ مزاج اور صاف دل اور عاجزانہ زندگی گزارنے والی عورت تھیں۔ 1953ء میں نظام وصیت میں بھی شامل ہو گئیں اور جو بھی مالی قربانی کی تحریک ہوتی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ خلافت سے بہت لگاؤ تھا وہ غیر از جماعت رشتہ داروں کے تعلق میں جماعت کیلئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ خاموش طبع، منکسر المزاج اور بہت مہمان نواز تھیں۔ بچوں اور بچیوں کو جماعتی کام کرنے کی طرف رغبت دلاتی رہتی تھیں۔ اس تربیت کے نتیجہ میں آج سبھی بچے اپنی اپنی جماعتوں میں جماعت کے کاموں میں صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ بہت عبادت گزار تھیں۔ 2006ء تک کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتیں تھیں جب صحت نے اجازت نہ دی تو بیٹھ کر، اسی طرح جب تک صحت نے اجازت دی رمضان کے روزوں کے ساتھ شوال کے روزے رکھا کرتیں نماز تہجد اور مسنونہ دعائیں حضور انور کی تحریکات میں شامل ہوتیں اور ابتداء میں ہی ادائیگی کی کوشش کرتیں، جب تک نظر نے ساتھ دیا کم سے کم ایک سپارہ ضرور تلاوت کرتی رہیں اگر کسی وجہ سے رہ جاتا تو بار بار ذکر کرتیں کہ اس وجہ سے قرآن کریم نہیں پڑھ سکی اور بعد میں اس کمی کو پورا کرتیں۔ اپنے بچوں کو سکول میں داخل کروانے سے پہلے قرآن کریم کا ایک دور مکمل کروا دیتیں۔ خاوند کی بہت خدمت گزار تھیں ان کے ہر کام کو اپنی سعادت اور فرض سمجھ کر انجام دیتیں اور اگر کسی دوسرے نے اس میں مدد کرنے کی کوشش کی تو روک دیتیں کہ یہ میں نے ہی کرنا ہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر مجھے یاد ہے کہ پچاس پچاس مہمان ہمارے گھر میں ٹھہرے ہوتے تھے۔ لنگر خانہ سے آنے والے کھانے کے علاوہ کوئی نہ کوئی ڈش گھر میں بھی مہمانوں کیلئے تیار کیا کرتی تھیں۔ سردی کے موسم کے مطابق مہمانوں کیلئے چائے کا بھی اہتمام رکھتی تھیں۔ مہمانوں کی جو بھی ضروریات ہوتیں، پورا کرنے میں خوشی محسوس کرتی تھیں۔ گھر کے تمام کمرے مہمانوں کیلئے وقف ہوتے تھے خود بچیوں کے ساتھ سٹور وغیرہ میں رات گزار لیتیں۔ عزیز بچیوں کی شادی میں جب دیکھتیں کہ اس کے والدین کی طرف سے زیور نہیں بن سکا تو اپنا کچھ نہ کچھ زیور اتار کر دے دیتی تھیں۔ آخر میں صرف الیس اللہ...... کی ایک انگوٹھی رہ گئی۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑی ہیں محترمہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید نصیر احمد صاحب جرمنی، محترمہ نعیمہ صادقہ صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا صدیق احمد صاحب فیکٹری ایریا ربوہ، محترمہ سیدہ حامدہ صاحبہ اہلیہ سید افتخار حسین گردیزی صاحب جرمنی، محترمہ ناصرہ ناہید صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن، محترمہ سیدہ نبیلہ اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز احمد ہاشمی صاحب کراچی

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ والدہ محترمہ کو اپنے فضل سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم بشارت احمد وڑائچ صاحب نائب صدر حلقہ فیصل ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور احسان سے عاجز کے بیٹے مکرم لقمان احمد صاحب و بہو مکرمہ شبرہ لقمان صاحبہ کو 4/اکتوبر 2012ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولودہ کا نام مینال احمد تجویز ہوا ہے جو کہ مکرم چوہدری سرمد سہیل صاحب تارڑ آف کولو تارڑ ضلع حافظ آباد حال مقیم دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ کی نواسی، رفقاء حضرت مسیح موعود حضرت چوہدری سردار خاں صاحب آف قلعہ کالر والہ ضلع سیالکوٹ اور حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب نون آف ہلال پور نون ضلع سرگودھا کی نسل میں سے ہے۔ نیز نومولودہ کے والدین محترم میاں عبدالسمیع نون صاحب مرحوم آف سرگودھا کا نواسہ اور نواسی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم نومولودہ کو نیک، صالحہ اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سمدھی مکرم محمد صادق صاحب سابق صدر سروبا گاڈن لاہور۔ مقیم تھائی لینڈ بیمار ہیں۔ ہیپاٹائٹس اے اور سی کے ٹیسٹ وغیرہ ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر ابھی کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کے اس پرانے خادم کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسی طرح میری بڑی بیٹی مکرمہ امۃ الحمید فیضان صاحبہ سابق سیکرٹری ناصرات ضلع لاہور مقیم تھائی لینڈ بھی پٹھوں کے کھچاؤ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ہفتے میں دو دن فزیوتھراپی ہو رہی ہے۔ احباب کرام سے اس کی مکمل صحت یابی کیلئے بھی درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم عمر فاروق باجوہ صاحب گلبرگ II لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نانی اماں مکرمہ ذکیہ اقبال صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد اقبال صاحب مرحوم آف کوئٹہ چھاؤنی 26 ستمبر 2012ء کو وفات پا گئیں۔ آپ کی عمر 82 سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ 28 ستمبر 2012ء کو بعد نماز جمعہ بیت مبارک ربوہ میں ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کوئٹہ اور بلوچستان کی بھاوج، سابق امیر یوکے مکرم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کی خالہ اور مکرم شیخ نثار احمد صاحب نائب امیر ضلع لاہور کی چچی اور خوشدامن تھیں۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ بہت مہمان نواز، خدمت گزار اور سادہ دل خاتون تھیں۔ کوئٹہ میں مرکز سے آئے ہوئے مہمانوں کی اپنی ہمت سے بڑھ کر مہمان نوازی کرتیں۔ جہاں موقع ملتا غیر از جماعت عورتوں اور بچوں میں کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ مرحومہ کی مغفرت کرتے ہوئے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد موسیٰ صاحب دارالعلوم غربی ثناء ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بزرگ محترم چوہدری محمد صدیق صاحب ابن مکرم چوہدری خان محمد صاحب آف چک نمبر 32/12L چیچہ وطنی ضلع ساہیوال مورخہ 8 ستمبر 2012ء کو بعمر 85 سال لمبی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 10 ستمبر 2012ء کو بعد نماز عصر مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب نے بیت المبارک میں پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم حنیف احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک سیرت اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ مرحوم کے والد محترم نے احمدیت قبول کی اور گاؤں میں اکیلا احمدی گھرانہ ہونے کی وجہ سے مخالفت کا سامنا رہا مگر کبھی پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ مرحوم علم دوست انسان تھے اور اپنے علمی طبیعت کی وجہ سے غیروں میں بھی بہت مقبول تھے۔ غیر احمدی احباب باوجود اختلاف عقیدہ کے آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم محمد سلیم اختر صاحب، مکرم محمد حلیم اختر صاحب اور مکرم محمد کلیم اختر صاحب چھوڑے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نیک کردار اور اعلیٰ اخلاق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ از صفحہ 1 سعد فاروق صاحب کی تدفین

مکرم سعد فاروق صاحب کے والد صاحب نے شدید زخمی حالت میں شہید مرحوم کو بھی گاڑی میں ڈالا اور اسی حالت میں خود گاڑی چلا کر قریبی ہسپتال پہنچے۔ ہسپتال پہنچتے ہی مکرم سعد فاروق صاحب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے جبکہ شہید کے والد، سسر اور بھائی اس وقت ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

مورخہ 21/اکتوبر 2012ء کو مرحوم کی نماز جنازہ بیت الذکر مارٹن روڈ میں صبح 8 بجے مکرم محمد نسیم تبسم صاحب مربی ضلع کراچی نے پڑھائی۔ جس کے فوراً بعد لواحقین کا قافلہ میت کو لے کر بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے لاہور پہنچا اور پھر لاہور ائیر پورٹ سے جماعتی ایمبولینس کے ذریعہ مرحوم کی میت کو شام 5 بجے دارالضیافت ربوہ میں پہنچایا گیا۔ اسی روز بعد نماز عشاء محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے بیت مبارک میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی تدفین امانتاً قبرستان عام میں کی گئی ہے۔ بعد از تدفین محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

مکرم سعد فاروق صاحب 5/اکتوبر 1986ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان کا تعلق چھور مغلیاں شیخوپورہ سے ہے۔ آپ کے پڑدادا حضرت اللہ بخش کاہلوں صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے جنہوں نے 1905ء میں چھور مغلیاں سے پیدل چل کر قادیان حضرت مسیح موعود کی زیارت کی اور بیعت کر کے مشرف بہ احمدیت ہوئے۔ مرحوم نے کراچی میں ہی پرورش پائی۔ ایف ایس سی کرنے کے بعد الیکٹرونک انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ مرحوم کے والد صاحب اور چچا جان مکرم غفور احمد کاہلوں صاحب کراچی میں جنریٹر مینو فیکچرنگ فرم (FG Prime Power) کے نام سے چلا رہے ہیں۔ مرحوم اپنے والد صاحب کے اس کاروبار میں ان کا ساتھ دے رہے تھے۔

مکرم سعد فاروق صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے ایک فعال رکن تھے۔ مرحوم کو جماعتی خدمات کا بھی موقع ملا۔ آپ نے مجلس بلدیہ ٹاؤن میں خدمت خلق، وقارعمل اور صنعت وتجارت کے شعبوں میں خدمات سرانجام دیں۔ شہادت سے قبل ناظم امور طلباء ضلع کراچی، نگران مجالس اور عمومی ٹیم کراچی کے ممبر تھے۔ مرحوم کی شادی شہادت سے تین دن قبل مورخہ 15/اکتوبر 2012ء کو مکرمہ شائزہ سعد صاحبہ بنت مکرم نصرت محمود صاحب منڈی بہاؤالدین حال مقیم نیویارک امریکہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ، والدین، ایک بھائی اور ایک بہن سوگوار چھوڑی ہیں۔

مرحوم بہت ہمدرد تھے اور خدمت خلق کا جذبہ بہت نمایاں تھا۔ بڑے بہادر اور دلیر انسان تھے۔ جماعتی ڈیوٹیاں دینے میں پیش پیش تھے۔ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اپنے ذاتی کاموں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ اطاعت امیر اور نظام جماعت کے بہت پابند تھے۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ بڑا فدایانہ اور عشق کا تعلق تھا۔ الیکٹرونکس کے شعبہ میں اپنے کام میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ خدمت خلق کے تحت لگائے جانے والے میڈیکل کیمپس میں ہمیشہ شامل ہوتے تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعتی چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ غرباء اور ضرورت مندوں کے کام آنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ آپ کی مغفرت فرماتے ہوئے اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے۔ نیز آپ کے تمام لواحقین کو یہ صدمہ صبر، ہمت اور حوصلے سے برداشت کرتے ہوئے صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور جوان کے فیملی کے ممبران زخمی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

26/اکتوبر انشاء اللہ
مردانہ ورائٹی کی سیل وہی انداز وہی معیار
صرف 1 دن کے لئے
لیڈیز اور بچوں کی ورائٹی پر بھی سیل جاری ہے
نیو کامران شوز سٹور
ریلوے روڈ حسین مارکیٹ ربوہ

ضرورت نیوٹریشنسٹ

(طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں Nutritionist کی آسامی خالی ہے۔ جس کیلئے تعلیمی معیار M.Sc/M.Phil Nutriton مقرر کیا گیا ہے۔ خواہشمند اپنی CV، تعلیمی اسناد کی فوٹو کاپیاں اور درخواست ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے نام، اپنے صدر صاحب / امیر صاحب کی سفارش کے ساتھ ارسال کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

گمشدہ بانڈ

۞ مکرم صبغت اللہ صاحب دارالنصر غربی حبیب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سات عدد پرائز بانڈ -/1500 روپے والے گولبازار سے دارالنصر غربی جاتے ہوئے راستے میں گر گئے ہیں۔ جس دوست کو ملے ہوں دفتر صدر عمومی میں پہنچا کر ممنون فرماویں۔

فون نمبر: 03367057677

درخواست دعا

۞ مکرم محمد نواز صاحب المعروف فائن ٹیلرز کالج روڈ ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میرے والد مکرم عبدالرحمٰن صاحب شدید علیل ہیں شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم رانا رشید احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ لکھتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا سعادت احمد خان صاحب مرحوم مقیم کینیڈا پہلے سے بہت بہتر ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 24۔اکتوبر

طلوع فجر	4:51
طلوع آفتاب	6:16
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:29

بقیہ از صفحہ 2 پروگرام ایم ٹی اے

6:55 pm	بنگلہ سروس
7:55 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:30 pm	الترتیل
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:15 pm	تقاریر جلسہ سالانہ

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

۞ دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔ اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔ مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جا سکے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

W.B
Waqar Brothers Engineering Works
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

FR-10

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238